اللہ ﷺ نے بددعاء دی ہے‘ (صحیح مسلم بروایت ابوالطفیل رضي الله عنه) بڑا جانور تو درکنار مکھی برابر بھی کوئی مخلوق اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے بطور نذرانہ وچڑھاوا پیش ہوتو جہنم رسید ہونے کا خدشہ رہتا ہے‘ (مصنف ابن ابی شیبہ بقول سلمان رضي الله عنه بسند صحیح) تو اِن آیات واحادیث اور صحابی کے بیان کے مطابق کسی بھی نبی‘ صحابی‘ اور ولی کے لیے کسی بھی مناسبت پر یا درگاہ کے پاس خالق کا جانور مخلوق کے لیے ذبح کرنا سنگین جرم ہے۔

☆ حج وعمرہ میں سر کے بال نکالنے سے حاجی کو اللہ کی مغفرت نصیب ہوتی ہے‘ بعینہ عقیقہ کی مناسبت پر نومولود کے سر کے بال حلق کرنا مسنون ہے‘ اِن دو موقعوں کے علاوہ شریعت نے ساری دنیا میں کوئی ایسا موقع یا ایسی جگہ نہیں مقرر کی جہاں بچوں کے سر کے بال ثواب کی نیت سے نکالے جائیں‘ اور نہ ہی کوئی ایسی دینی وجہ ہے جس کے پیش نظر کسی مخصوص مقام پر سر منڈوانا جائز ہے

☆ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس رضي الله عنهما کو رمی کی سات کنکریاں چننے کا حکم دیا‘ پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہوے اور فرمایا اے لوگو! تم اپنے آپ کو دین میں غلو (حد سے آگے بڑھنے) سے بچاؤ‘ کیونکہ تم سے پہلے کی قوموں کو دین میں غلو کرنے نے ہلاک کر دیا‘ (سنن ابن ماجہ بروایت ابن عباس رضي الله عنهما بسند صحیح) اِس لیے کہ میانہ روی‘ اعتدال اور وسطیت دینی نقطہء نظر سے ہر کام میں مطلوب ہے‘ خواہ کفر اور شرک وبدعت سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے توحید وسنت پر اعتدال کے ساتھ قائم رہنا ہو‘ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ بقول ابن مسعود رضي الله عنه) اِخراجات‘ (الفرقان/ ٦٧) کھانا پینا‘ (الأعراف/ ٣١) رہن سہن‘ چال چلن اور طرز گفتگو ہو‘ (لقمان/ ١٩) ہر کام میں اعتدال اپنانا اپنے مقصد کو حقیقی وکامل طور پر حاصل کرنا ہے‘ (صحیح بخاری بروایت ابو ہریرہ رضي الله عنه) لہذا کسی بھی نبی‘ یا علی رضي الله عنه جیسے صحابی‘ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی کو وہی مقام ومرتبہ دینا چاہیے جو شریعت سے ثابت ہے‘ ولی کو نبی‘ یا ولی اور نبی کو کسی بھی اعتبار سے الٰہی کا رتبہ دینا دین میں غلو ہے‘ جو سراسر حرام ہے۔

☆ حجۃ الوداع کے موقع پر جب دین کی تکمیل ہوچکی‘ (المائدۃ/ ٣)

تو ہمیں دین میں کسی کمی اور اِضافہ کے بغیر صرف اور صرف توحید وسنت پر قائم رہنا چاہیے‘ اور جو کام سنت وسیرت اور صحابہء کرام سے ثابت نہیں ہیں جیسے فاتحہ دینا‘ عید میلاد منانا‘ گیارہویں کرنا‘ زیارت‘ چہلم اور برسی کرنا‘ وغیرہ وغیرہ اِن جیسی بدعتوں سے بچنا چاہیے‘ کیونکہ یہ کام اگر شرعا صحیح ہوتے تو یقیناً قرآن وحدیث سے اِن کی کوئی نہ کوئی دلیل ضروری ملتی‘ یا سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہء کرام اپنی زندگی میں انھیں کم از کم ایک دفعہ انجام دیتے‘ یا جلیل القدر اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اِن جیسے دیگر ائمہ اِن کاموں کو جائز قرار دیتے‘ کیونکہ صحابہ‘ ائمہ ہم سے زیادہ دین وعربی زبان جاننے والے اور عہد نبوت سے زیادہ قریب تھے‘ لہذا جب یہ تمام کام اس وقت دین نہیں تھے تو وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتے ہیں‘ (فتوی اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ‘ الاعتصام ١/ ٤٩) کیونکہ ہمارا دین اسی وقت مکمل ہوگیا ہے‘ (المائدۃ/ ٣‘ والأنعام/ ١١٥)۔

☆ حج کی عبادت کا تعلق اِبراہیم علیہ السلام سے ہے‘ اور اِبراہیم علیہ السلام شرک سے بچنے کے لیے اپنی اور اپنی نسل کی خاطر اللہ سے دعاء کرتے تھے‘ (اِبراہیم/ ٣٥) جب کہ قرآن مجید میں اِبراہیم علیہ السلام کے لیے حنیف (یعنی توحید کی طرف مائل اور شرک سے دور و بیزار) کا لقب دیا گیا ہے‘ اِس سے معلوم ہوا کہ ہر مؤمن کو عقیدہء توحید کی حفاظت کرنی چاہیے اور شرک سے خوف کرنا چاہیے‘ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضي الله عنه کو دعاء سکھلائی اللهم إني أعوذبك أن أشرك بك وأنا أعلم، وأستغفرك لما لا أعلم یعنی اے اللہ! میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ شرک کرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں‘ اور نادانستہ خطا کے لیے تیری مغفرت کا طلبگار ہوں، (نوادر الأصول في أحاديث الرسول للحكيم الترمذي بروایت ابوبکر رضي الله عنه بسند صحیح) نیز رسول اللہ ﷺ کا نماز کے بعد یہ دعاء کرنا معمول ودستور تھا اللهم إني أعوذبك من الكفر والفقر وعذاب القبر (سنن نسائی بروایت ابوبکرہ رضي الله عنه بسند صحیح) گزشتہ آیت واحادیث کے پیش نظر یہ کہنا غلط ہوگا کہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد کوئی بھی شرکیہ وکفریہ کام میں مبتلا نہیں ہوسکتا، جب کہ لوگوں کی اکثریت اللہ پر اِیمان رکھتے ہوئے اللہ کے ساتھ شرک کرتی ہے۔ (یوسف/ ١٠٦)

والله أعلم، وصلى الله على النبي الكريم وسلم ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج

اور

توحیدؒ

حج ایک مستقلؒ عبادت

اور

توحید وسنتؒ کی کھلی شہادت

e-mail : muslims100@gmail.com

الحمد لله رب العالمين ، و الصلاة والسلام على رسوله الأمين ، وعلى آله وأصحابه أجمعين ، أما بعد:

حج ایک انتہائی عظیم عبادت ہے، بلکہ ان پانچ ارکان میں شامل ہے جس پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، (صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت ابن عمر رضي الله عنهما) جو سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ، (صحیح مسلم بروایت عمرو بن العاص رضي الله عنه) اور جس کی وجہ سے فقر وفاقہ بھی دور ہوتا ہے، جو اگر کما حقہ اداء ہو جائے تو اس کا صلہ یقینی طور پر جنت ہے، (جامع الترمذی بروایت ابن مسعود رضي الله عنه بسند صحیح) جس میں بہت سارے اور بھی دنیوی واخروی فائدے ہیں ۔ (الحج / ٢٨)

حج جہاں ایک مستقل عبادت ہے وہیں توحید وسنت کا اہم ترین سبق ہے، مثال کے طور پر:

☆ حج اور عمرہ میں دو کپڑوں کی شکل میں احرام کا لباس پہننے سے قبل دیگر جائز لباس (جیسے داخلی کپڑے وغیرہ) بھی اللہ تعالی کے لیے اتار دیے جاتے ہیں، اور ہر قسم کی گندگی و نجاست سے طہارت ونظافت حاصل کی جاتی ہے ، (صحیح مسلم بروایت جابر رضي الله عنه) تو جن کا استعمال احرام کی حالت میں اور بغیر احرام ہر حال میں منع ہے ، جیسے تعویذیں ، دھاگے ، کڑے وغیرہ انھیں بدرجہ اولی ہمیشہ کے لیے اتار دینا چاہیے ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تعویذ پہنا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد بروایت عقبہ بن عامر رضي الله عنه بسند صحیح)

☆ تلبیہ یعنی ﴿ لبيك اللهم لبيك ، لبيك لا شريك لك لبيك ، إن الحمد والنعمة لك والملك ، لا شريك لك ﴾ یعنی بار بار اللہ کے در پر حاضری، شرک سے نفرت اور بیزاری، اس کی حمد وثناء، اس کا فضل وکرم، اس کی نوازش، اور اس کی بادشاہت کی شہادت کو جابر رضي الله عنه نے توحید کی اصطلاح سے تعبیر کیا اور فرمایا فأهل بالتوحيد (صحیح مسلم) کیونکہ ایک حقیقی بندہء مؤمن مصیبت وراحت بلکہ ہر حالت میں غیر اللہ کے در اور درگاہ کا نہیں بلکہ صرف اللہ کا محتاج بن کر رہتا ہے ، (فاطر / ١٥) مخلوق کے من گھڑت قصوں اور بے بنیاد افسانوں کا عادی نہیں بلکہ خالق کے تعارف اور اس کی تعریف کا داعی ہوتا ہے ، رب کی عطا کردہ نعمتوں پر اوروں کا شکر گزار و پرستار نہیں بلکہ رب کا احسان مند اور عبادت گزار رہتا ہے ، (النحل / ٥٣) اور اپنے اوپر

فوت شدہ افراد کی نہیں بلکہ الحي القيوم زندہ اور سب کو تھامنے والے اللہ کی بادشاہت کو تسلیم کرتا ہے ۔

دوران تلبیہ جب مسلمان نے یہ اقرار کیا کہ اس پر اللہ کی نعمتیں اور اس کا فضل وکرم ہے تو اسے مدد بھی اسی اللہ سے مانگنی چاہیے جس کی وہ عبادت کرتا ہے ، (الفاتحہ / ٥) اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے بھی مدد نہیں مانگی جائے گی بلکہ صرف اور صرف اللہ سے مدد مانگی جائے گی ، (معجم طبرانی کبیر بروایت عبادہ بن صامت رضي الله عنه بسند حسن) رسول اللہ ﷺ کا اپنی ذات مبارکہ سے مدد مانگنا منع کر دینے کے باوجود مدد کے لیے **یا رسول اللہ، یا علی المدد، المدد یا غوث اعظم دستگیر** کہنا کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے دلی محبت نہیں بلکہ کھلی مخالفت ہوگی ۔

☆ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کے لیے سفر کی بھی اجازت بلکہ ہدایت ہے ، (الحج / ٢٧) بعینہ مسجد نبوی اور مسجد اقصی کی زیارت ، تجارت ، ملازمت ، طلب علم ، صلہ رحمی وغیرہ جیسے جائز کام کے علاوہ درگاہ جیسی کسی جگہ سے برکت وثواب کی امید لیے عقیدت مندی کے ساتھ سفر کی بالکل اجازت نہیں ہے (صحیح بخاری بروایت ابو ہریرہ رضي الله عنه)

☆ طواف کی ابتداء حجر اسود کے بوسہ لینے ، اسے چھونے ، یا اس کی طرف اشارہ کرنے سے ہوتی ہے ، (صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عمر رضي الله عنه) اور ہر چکر کے اختتام سے قبل رکن یمانی کو چھونا بہتر ہے ، حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کعبہ ہی کے کسی تیسرے رکن کو ثواب کی نیت سے چھونا سنت سے ثابت نہیں ہے ، (صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت ابن عمر رضي الله عنهما) چہ جائے کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کو سنت ، ثواب یا برکت حاصل کرنے کی نیت سے بوسہ لیا جائے یا ہاتھ لگایا جائے ، کیونکہ سنت ہی کے مطابق جنت سے نازل کردہ حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد عمر رضي الله عنه نے فرمایا کہ اس سے کسی کا نہ فائدہ ہوتا ہے اور نہ نقصان ہوتا ہے بلکہ یہ محض سنت رسول ﷺ ہے ، (صحیح بخاری وصحیح مسلم) جب حجر اسود جیسے مقدس پتھر کے بارے میں عمر رضي الله عنه نے غلط عقیدہ کی تردید فرما دی تو کسی مسلمان کے لیے یہ درست نہیں کہ دنیا کے کسی بھی پتھر یا قبر سے نفع ونقصان کی امید لگائے ۔

☆ کعبہ کے اطراف طواف اللہ تعالی کی ایک عبادت ہے ، جو حج کا ابتدائی

واختتامی مرحلہ ہے ، (صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ رضي الله عنها) لہذا ثواب کی نیت سے کسی درگاہ یا چلّے کے اطراف گھومنے اور چکر لگانے کی قطعی طور پر اجازت نہیں ہے ، کیونکہ طواف صرف اور صرف بیت اللہ کے اطراف شریعت کی رو سے صحیح ہے اور یہی فرمان الہی ہے ۔ (الحج / ٢٩)

☆ کعبۃ اللہ کے اطراف طواف سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رخ ہو کر مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعت نماز ادا کرنا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہر نماز صرف کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے اداء کی جائے گی (البقرۃ / ١٤٤) کیونکہ شریعت اسلامیہ میں صلاۃ غوثیہ کے نام سے کوئی ایسی نماز نہیں جسے ہاتھ باندھے' کھڑے' کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی اور مقام کو اپنا قبلہ بنا کر ادا کیا جائے' لہذا یہ دین میں غلو یعنی حد سے آگے بڑھنا ہے ۔

☆ میدان عرفہ اور مزدلفہ میں ، اور دو جمروں کی رمی وصفا ومروہ کی سعی کے بعد دعا کی جاتی ہے ، بلکہ سب سے افضل اور بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دعا ہے ، جو توحید کے کلمات ﴿ لا إله إلا الله وحده ، لا شريك له ، له الملك ، و له الحمد ، وهو على كل شيء قدير ﴾ کی شکل میں ہیں ، (جامع الترمذی بروایت ابن عمرو رضي الله عنهما بسند صحیح) دین اسلام نے نہ صرف حج میں دعاء کی ترغیب دی بلکہ دعاء (ہر حال میں اللہ کو پکارنا اور اسی سے مانگنا) ہی کو عبادت قرار دیا' (المؤمن / ٦٠ ' وجامع الترمذی بروایت نعمان بن بشیر رضي الله عنه بسند صحیح) لہذا ہر حال میں اللہ کو پکارنا اور اس سے مانگنا اللہ کی عبادت کرنا ہے' اور اگر کوئی اللہ کے علاوہ کسی اور کو مصیبت وراحت میں پکارے گا یا اس سے دعاء کرے گا تو اسی کو اپنا معبود بنا لے گا' جو دراصل اللہ کا کفر (المؤمنون / ١١٧) اور اللہ کے ساتھ شرک ہے' (الجن / ٢٠)

☆ حج تمتع اور حج قران کرنے والے حاجی اللہ کے لیے جانور کی قربانی دیتے ہیں کیونکہ اللہ کا جانور صرف اللہ ہی کے لیے ذبح ہونا چاہیے' (الأنعام / ١٦٢-١٦٣' والکوثر / ٢) قبروں اور مزاروں پر جانور ذبح کرنے کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے' (سنن ابی داود بروایت انس رضي الله عنه بسند صحیح كتاب الجنائز ، باب كراهية الذبح عند القبر) بلکہ اللہ کا نام لے کر یا اللہ کا نام لیے بغیر اللہ کا جانور اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ذبح ہو تو اس پر اللہ کی لعنت برسنے کی رسول